تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ
جلد نمبر: 8
شمارہ:03

انٹرنیٹ گزٹ
مارچ 2018ء

المنار

زیر نگرانی: صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن-یو.کے

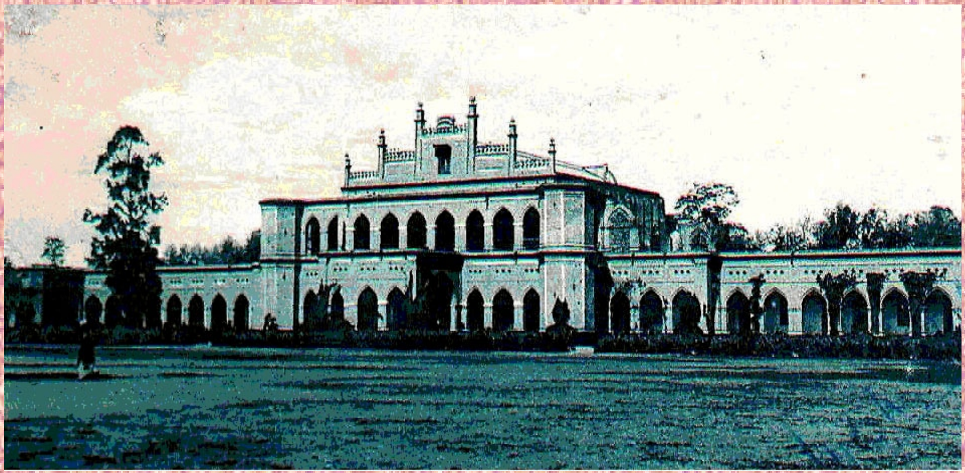

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - U.K
181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.
Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987
ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

اور وہ لوگ بھی (اللہ کے بندے ہیں) جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر (بغیر ان میں شامل ہونے کے) گزر جاتے ہیں۔ (سورۃ الفرقان:73)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فسق و فجور جہنم کی طرف اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب۔ باب قول اللہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے...جھوٹ کو بت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بت ہی ہے...جیسے بت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بجز ملمّع سازی کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا...اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدت تک ریاضت کریں تب جا کر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔“ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 350)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

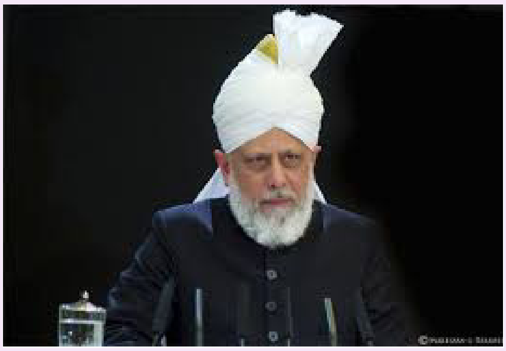

☆ فائدہ تو تبھی ہے جب کسی مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ اس ایسوسی ایشن کو ذریعہ بنائیں۔

☆ نیکیوں کی جاگ لگانا بھی ایسوسی ایشن کا کام ہونا چاہئے۔

☆ اپنی ایسوسی ایشن کو آرگنائز کر کے منصوبہ بندی کریں کہ کس حد تک آپ پاکستان کے غریب احمدی طلباء کی مدد کر سکتے ہیں۔

(الفضل ربوہ 13 اگست 2011)

اداریہ

”فتوحات اور ترقیات کی منزلیں تمہارے قدم چومیں گی۔“

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

”یہ امر خوب یاد رکھو اور اپنی نسلوں کی خون کی رگوں میں یہ بات شامل کردو کہ تمہاری تمام تر ترقیات اب صرف خلافت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اس کے پیچھے پیچھے چلو۔ اس کے اشاروں کو حکم سمجھ کر چلو، تو تم دیکھوگے کہ فتوحات اور ترقیات کی منزلیں تمہارے قدم چومیں گی۔“

خدا کرے کہ ہم ہمیشہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر عمل کرتے ہوئے مقبول خدمت دین کرنے والے ہوں۔ آمین۔

مبارک صدیقی
صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یوکے

بذلہ سنجی اور حُسنِ بیان

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دورِ طالبعلمی میں گورنمنٹ کالج لاہور کے میگزین "راوی" کیلئے ایک مضمون تحریر کر کے رسالے کے ایڈیٹر بذلِ حق محمود کو بغرض اشاعت دیا تھا۔ مگر وہ مضمون ایڈیٹر صاحب سے گُم ہوگیا۔ حضورؒ نے اس صورتِ حال کو جس کمال خوبصورتی کے ساتھ شعروں کے پیرائے میں بیان فرمایا وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے:

بذلِ حق محمود سے میری کہانی کھو گئی
بذلِ حق سے روٹھ کر وہ واصلِ حق ہوگئی
نذرِ ”راوی“ کی تھی میں نے کتنے ارمانوں کیساتھ
ناؤ لیکن کاغذی تھی غرقِ راوی ہو گئی

وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سومرتبہ کرتا ہے لیکن دُعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کیلئے رو روکر دُعا کی ہو۔

(ملفوظات۔ جلد 4۔ صفحہ 61)

حُسنِ تخلیق

(خورشید احمد خادمؔ)

”اچھا..!وہ چھوٹے قد والی لڑکی!“

”اچھا..!وہ بڑے منہ والی!..جو یوں چلتی تھی..!“

نقل اُتار کر دکھائی جاتی ہے۔

”کونسا لڑکا..؟وہ گنجا..!“

”وہ موٹی گردن والا..!“

”وہ جو خود اتنا 'کوجا' ہے اور بیوی اسے اتنی پیاری مل گئی ہے..“

ہم سورۃ التین کی ابتدائی آیات پڑھیں تو واضح ہوتا ہے کہ چار چیزوں کی قسم کھا کر اللہ سبحان وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس نے انسان کو حسن تخلیق کیا:

”قسم ہے انجیر اور زیتون کی،اور طور سینا کی اور امن والے اس شہر کی۔ بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔“

کتنے آرام سے ہم اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا مذاق اُڑا لیتے ہیں اور محسوس بھی نہیں کرتے۔کسی کو لمبا ہونے پر باتیں سُننی پڑتی ہیں،کسی کو چھوٹا ہونے پر۔کسی کا رنگ کالا،کسی کی ناک موٹی۔کسی کے چہرے پر دانے نکل آئیں تو پوچھ پوچھ کر اس کی مت مار لیتے ہیں۔بالوں پر تبصرے،ہونٹوں پر باتیں۔حالانکہ انسان کا ان میں سے کسی پر بھی اختیار نہیں۔یقیناً حسین چہرہ سبھی کو اچھا لگتا ہے لیکن وہ حسن بھی رب نے ہی دیا تو تعریف ہے اس کی۔اور اگر کسی کے چہرے مہرے کا مذاق آپ اُڑا رہے ہیں تو کس ذات کا مذاق اُڑانے کے مرتکب ہو رہے ہیں،یہ جاننا زیادہ مشکل نہیں۔وہ رب جو ایک کے بعد دوسری،تیسری اور پھر چوتھی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ اس نے انسان کو احسن تقویم (بہترین ساخت) پر بنایا ہے لیکن ہمیں دوسروں کا مذاق اُڑاتے وقت یہ یاد ہی کب رہتا ہے؟

یہاں ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ کہ ہم اگر ایک دوسرے کی شکل کا مذاق نہ بھی اڑاتے ہوں تو بھی مختلف جغرافیائی علاقوں میں رہنے والوں کیلئے ہم بغیر سوچے سمجھے ایسے الفاظ ادا کر دیتے ہیں۔چائینز لوگوں کا ذکر ہو تو ممکن نہیں کہ ان کے قد اور ناک کا،ان کی آنکھوں کا ذکر نہ کریں۔عموماً چپٹی ناک والے کہہ کر ان کی طرف refer کیا جاتا ہے۔اسی طرح افریقن لوگوں کی سیاہ رنگت گھنگھریالے بال،چوڑی جسامت اور بھرے ہونٹوں کو بھی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔حالانکہ ان کو تخلیق کرنے والا بھی وہی مصور ہے جس نے ہمیں خوبصورت بنایا۔

پس ہمیں ہمیشہ یہ دعا کرتے رہنا چاہئے:

اللھم انت حسنت خلقی فحسن خلقی

اے اللہ! جس طرح تو نے ہمیں (باہر) خوبصورت بنایا ہے،ہمارا (اندر) کردار بھی خوبصورت بنا دے۔آمین۔

ہر وقت خدا تعالیٰ ڈرتے رہنا چاہئے اور کبھی زبان سے ایسا لفظ نہیں نکالنا چاہئے جس سے کسی کی دل شکنی ہو۔یقیناً اللہ تعالیٰ کے حضور وہی قابل عزت ہے جو زیادہ متقی ہے۔

خاکسار، پروفیسر صوفی بشارت الرحمان صاحب (مرحوم) ہیڈ آف عربک ڈیپارٹمنٹ ٹی آئی کالج ربوہ، کا چھوٹا بھائی ہے، حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے صوفی صاحب کے حالاتِ زندگی پر ایک کتاب مرتب کر رہا ہوں، تمام ان دوستوں سے درخواست ہے کہ جنہوں نے آپ سے فیض پایا ہے یا ان کی یادیں اور باتیں آپ کے پاس محفوظ ہیں مجھے لکھ کر بھجوا دیں تاکہ آپ کے نام سے چھپوائی جا سکیں، شکریہ

والسلام

مبشر احمد طاہر

Address: 35D Hencroft Street South,
Slough, SL1 1RF, UK
Mob.07877198041
email:
mahmoodmobashir@hotmail.co.uk
farrukh ahmed 122@msn.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے کی ماہانہ رپورٹ

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے کی نئی مجلس عاملہ کا پہلا اجلاس، مورخہ 8 مارچ بروز جمعرات بوقت 6 بجے بیت الحمد اپسم (Epsom) میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت محترم جناب مبارک احمد صدیقی صاحب صدر اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو کے نے کی۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد صدر صاحب نے دعا کروائی اور اجلاس کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ صدر محترم نے تمام ممبران سے تعارف حاصل کرنے کی غرض سے اپنے دائیں طرف سے شروع کرنے کی ہدایت فرمائی۔

سب سے پہلے محترم عطاء القادر طاہر صاحب، سیکریٹری ایسوسی ایٹ ممبران نے اپنا تعارف پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کیسے آپ کے خاندان کے بزرگوں نے 1911ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے ہاتھ پر احمدیت قبول کی۔ مختلف حالات و واقعات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ابتدائی تعلیم اور پھر تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں داخلے تک کے حالات بیان کئے۔ آپ نے کہا کہ 1968-70ء تک دو سال تک تعلیم ٹی آئی کالج ربوہ میں حاصل کی اور بی ایس سی کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کی غرض سے 1971ء میں انگلستان آ گئے اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد پھر یہیں مستقل رہائش اختیار کی۔

ان کے بعد تمام ممبران سے صدر صاحب نے اپنے اپنے حالات بیان کرنے کو کہا۔ اس پر پہلے جناب سید معین شاہ صاحب نے اپنے حالات زندگی بیان کئے۔ اس طرح پھر جناب ناصر علی بادل صاحب، جناب وسیم باری صاحب سیکریٹری خدمتِ خلق، رانا عبدالرزاق خاں صاحب جنرل سیکریٹری، مکرم منصور احمد قمر صاحب ایڈیشنل فنانس سیکریٹری، سید حسن خان صاحب اسسٹنٹ سیکریٹری اشاعت نے مختصراً زندگی کے ایمان افروز حالات سے آگاہی کی۔

بعد میں محترم عبدالمنان اظہر صاحب نائب صدر و سیکریٹری فنانس نے ایک ضروری خط پڑھ کر سامعین کو سنایا۔ اس کے بعد اجلاس کا اختتام ہوا۔ اجلاس کے بعد ممبران کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اجلاس کا اختتام نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد ہوا۔

کالج کی تاریخ کا ایک ورق۔تعلیم الاسلام کالج ربوہ

(مرسلہ:عطاءالقادر طاہر صاحب)

چناب کے دائیں کنارے پر کالے کالے مہیب پہاڑوں کی وادی میں جو آج سے چند برس قبل ویران وسنسان پڑی تھی،ایک خوبصورت شہر آباد ہے جسے ربوہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اردگرد کی زمین سے ربوہ کی سطح کافی بلند ہے اور یہی وجہ ہے کہ پچھلے دنوں چناب میں جو خوفناک سیلاب آئے وہ اس بستی کو ذرّہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکے۔

یہ بستی جماعت احمدیہ نے آباد کی ہے اور وہ پروانے جو کبھی قادیان میں جمع تھے اب پھر شمع احمدیت کے گرد اکٹھے ہو رہے ہیں۔اس چھوٹی سی بستی میں علم کا ایک بحرِ مواج موجزن ہے اور یہاں کا علمی ماحول دوسرے لوگوں کو کو ایک مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔

ریلوے لائن کے دائیں طرف وسط والی اونچی پہاڑی کے قریب ہی ایک خوبصورت عالیشان عمارت بڑی سرعت کے پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی ہے۔یہ تعلیم الاسلام کالج کی عمارت ہے۔کالج لاہور سے اس نیم مکمل عمارت میں منتقل ہو چکا ہے اور پڑھائی شروع ہے۔

آج سے آٹھ نو برس قبل قادیان میں جب اس کالج کی ابتداء ہوئی تو اسے ایک پرشکوہ عمارت میں شروع کیا گیا۔1946ء میں جب یہ ڈگری کالج بنا تو اسے جدید ترین آلاتِ سائنس سے مزین کیا گیا۔غرضیکہ طلباء کی ہر اہم ضرورت کا سامان بہم پہنچایا گیا لیکن وہ سب تقسیم ملک کی نظر ہو گیا۔کالج کے طلباء وسٹاف کی آنکھوں کی سامنے چشم زدن میں اسے سیل کر دیا گیا حتیٰ کہ ایک کاغذ تک بھی وہاں سے اٹھانے کی اجازت نہ دی گئی۔ملکی تقسیم کے بعد خداوندانِ پاکستان نے نہایت شفقت سے اس کالج کو لاہور میں نہر کے کنارے ایک اصطبل الاٹ کیا۔صابر وشاکر طالب علم وکام کے دھنی اساتذہ وہاں بھی درس وتدریس میں مصروف رہے۔صحن میں بچھی ہوئی چٹائیوں پر دن کے وقت کلاسیں کھلتیں اور رات کو وہی چٹائیاں طالب علموں کا بچھونا بن جاتیں۔غرض کالج نے یہ مرحلہ بھی طے کر ہی لیا۔آخر بڑی تگ ودو کے بعد اس کوڈی اے وی کالج کا اگلا حصہ عطا کیا گیا جس کی دہلیزیں تک چولہے کا شکار ہو چکی تھیں۔لیکن:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

کالج کے اربابِ اقتدار نے ہمت کا دامن نہ چھوڑا اور تین لاکھ روپے کے مصرف سے اسے اس قابل بنا لیا کہ اسے کالج کہا جا سکے۔عمارت کے ایک حصہ کو بطور کالج اور دوسرے حصہ کو بطور ہوسٹل استعمال کیا جاتا رہا۔اور اب پھر وہی کالج جس کی ابتداء ایک اولوالعزم انسان کے ہاتھوں ایک پرشکوہ عمارت میں ہوئی تھی اسی اولوالعزم کے اولوالعزم بیٹے نے کی کوششوں اور کاوشوں کے طفیل اپنی عظیم الشان عمارت میں منتقل ہو گیا۔

آج جب کالج کے باہمت پرنسل اور ان کے رفقاء ہنستے کھیلتے طلباء کی روشن پیشانیوں کو دیکھتے ہیں تو اُن کے دل کی گہرائیوں سے یہ دُعا نکلتی ہے:

”اے خدا تو اس کالج کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی دے اور اسے اس ظلمت کدۂ دہر میں مشعل راہ کا مقام عطا کر۔“

پہاڑ کا دامن، دریا کا قرب، کھلی فضا اور علمی ماحول اس کی شان کو دوبالا کر رہے ہیں۔پہاڑ پر کھڑے ہو کر جب ہم دریا کو دیکھتے ہیں تو ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے صناع قدرت نے ربوہ کے اردگرد چاندی کی ایک لکیر کھینچ دی ہے جو اسے باقی دنیا سے ممیز کر رہی ہے۔کالج کے علمی اور ربوہ کے دینی ماحول نے طلباء کے اندر ایک ولولہ اور جوش پیدا کر دیا ہے اور وہ تحصیل علم میں ہمہ تن مصروف ہیں۔میں نے قوم کے ان ستونوں کی روشن پیشانیوں پر ایک نور دیکھا ہے۔نور وہ لازوال نور جسے علم کا نور کہا جاتا ہے۔(پرویز پروازی۔از المنار نومبر 1954ء)

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن یو۔کے مستحق طلباء کی مدد کے لئے ہردم کوشاں

سالانہ ممبر شپ فیس 24 پاؤنڈ

آپ اپنی خوشی سے مستحق طلباء کی اس طرح بھی مدد کر سکتے ہیں:

نئی کتابیں	25 پاؤنڈ
نئی کتابیں اور یونیفارم	50 پاؤنڈ
نئی کتابیں، یونیفارم اور سکول بیگ وغیرہ	100 پاؤنڈ
سکول کے دفتر کیلئے نیا کمپیوٹر	200 پاؤنڈ
سکول میں نیا واٹر پمپ بمع تمام اخراجات	1000 پاؤنڈ
ووکیشنل سکول میں سلائی مشین کا تحفہ	100 پاؤنڈ

خدا تعالیٰ کے فضل سے اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دُعاؤں سے نیز آپ کے تعاون سے ہم نے گزشتہ 3 سالوں میں مستحق طلباء کی مدد کے ساتھ ساتھ ایک پرائمری سکول اور ایک کالج بھی تعمیر کروایا ہے۔ الحمدللہ۔

پریزیڈینٹ مبارک صدیقی فون:07951406634
جنرل سیکرٹری رانا عبدالرزاق خان فون:07886304637

مختصر خبریں

- برکینا فاسو میں مسرور احمدیہ کالج کی تعمیر جاری ہے۔
- ساؤتومے سکول میں تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔
- اس ماہ مجلس عاملہ کی میٹنگ محترم عبدالمنان اظہر صاحب کے گھر منعقد ہوئی۔ تیرہ ممبران نے شرکت کی۔
- آئندہ ماہ مجلس عاملہ کی میٹنگ کرائیڈن میں جبکہ اس سے اگلے ماہ ایسٹ لندن میں منعقد ہوگی۔

درخواستِ دُعا

ہماری ایسوسی ایشن کے مندرجہ ذیل ممبران علیل ہیں:

مکرم ناصر احمد جاوید صاحب۔ مکرم راجہ مسعود احمد صاحب
مکرم عبدالقدیر کوکب صاحب

انکی جلد اور مکمل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ضروری اعلان

کیا آپ نے ممبر شپ فیس ادا کر دی ہے؟ کیا آپ مستحق طلبا کی مدد کرنا چاہتے ہیں؟ ابھی رابطہ کریں:

عبدالمنان اظہر۔ سیکریٹری فائیننس و نائب صدر 07886381033

آپ براہ راست بھی ہمارے اکاؤنٹ میں عطیہ جمع کروا کے ہمیں اطلاع دے سکتے ہیں۔
ہمارے ایسوسی ایشن کے اکاؤنٹ کی تفصیل اس طرح ہے:

TICOSA UK

Bank Name : Natwest Bank - Sortcode : 602009

Account number : 35109920

غزل..ناصر کاظمی

دل دھڑکنے کا سبب یاد آیا
وہ تیری یاد تھی اب یاد آیا
آج مشکل تھا سنبھلنا اے دوست
تو مصیبت میں عجب یاد آیا
تیرا بھولا ہوا پیمانِ وفا
مر رہیں گے اگر اب یاد آیا
پھر کئی لوگ نظر سے گزرے
پھر کوئی شہرِ طرب یاد آیا
حالِ دل ہم بھی سناتے لیکن
جب وہ رخصت ہوا تب یاد آیا
بیٹھ کر سایۂ گُل میں ناصرؔ
ہم بہت روئے وہ جب یاد آیا

غزل..حبیب جالب

بہت گھٹن ہے کوئی صورتِ بیاں نکلے
اگر صدا نہ اٹھے کم سے کم فغاں نکلے

فقیر شہر کے تن پر لباس باقی ہے
امیر شہر کے ارماں ابھی کہاں نکلے

حقیقتیں ہیں سلامت تو خواب بہتیرے
ملال کیوں ہو کہ کچھ خواب رائیگاں نکلے

ادھر بھی خاک اڑی ہے ادھر بھی خاک اڑی
جہاں جہاں سے بہاروں کے کارواں نکلے

ستم کے دور میں ہم اہلِ دل ہی کام آئے
زباں پہ ناز تھا جن کو وہ بے زباں نکلے

اَنا کے آہنی جنگلے..ارشاد عرشیؔ ملک

مزاجِ بدگماں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
دُکھوں کی داستاں تک ہیں، انا کے آہنی جنگلے
محبت کو جگہ اِک پاؤں رکھنے کی نہیں ملتی
زمیں سے آسماں تک ہیں، انا کے آہنی جنگلے
ہمیں تو عجز بھاتا ہے، اَنا والوں سے تُم پوچھو
کہ اَب اُونچے کہاں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
حسد کا زہر جب لفظوں کی رگ رگ میں اُترتا ہے
تو حرفِ رائیگاں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
'نہیں' کی منفیت مسموم کر دیتی ہے سوچوں کو
بس اُن کی ایک 'ہاں' تک ہیں، انا کے آہنی جنگلے
جکڑ سے اِن کی جیتے جی رہائی مِل نہیں سکتی
سُنا ہے لامکاں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
بشکل بے رُخی، محسوس یہ ہوتے رہے پہلے
پر اَب، نوکِ زباں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
بُنے جاتے ہیں غیظ وطیش کے بے ربط دھاگوں سے
پھر احساسِ زیاں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
زبانِ نُکتہ چیں سے، اَے دلِ مُضطر نہ گھبرانا
فقط زورِ بیاں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
ندامت، شرمساری سے اگر انسان عاری ہو
تو پھر نوکِ سناں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
زمیں اپنا ٹھکانہ ہے، خلا میں ہم نہیں رہتے
مگر پھیلے وہاں تک ہیں، اَنا کے آہنی جنگلے
بشر کی ابتدا مٹی، بشر کی انتہا مٹی
فقط وہم و گماں تک ہیں، انا کے آہنی جنگلے
نہیں اِک پل میں پگھلا دے گا لہجہ مہربانی کا
دلِ نامہرباں تک ہیں، انا کے آہنی جنگلے

ایک عظیم سائنس دان - پروفیسر عبدالسلام

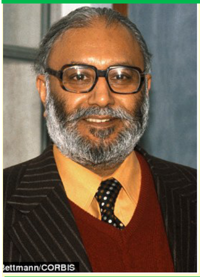

انٹرنیشنل سینٹر کی افتتاحی تقریب

(پروفیسر آصف علی پرویز - لندن).. قسط:37

دوست: اب تو بین الاقوامی نظریاتی مرکز پوری شان سے کام کر رہا تھا تو کیا ترقی یافتہ ملکوں نے مالی ذمہ داریاں اٹھائیں؟

آصف: ترقی یافتہ ممالک کی حکومتوں نے بحیثیت مجموعی کوئی مالی مدد نہیں کی۔ تاہم یہ کہنا ضروری ہے کہ ان ممالک کے نوبل انعام یافتہ سائنسدانوں نے بھرپور اخلاقی اور سائنسی مدد کی۔

دوست: نہ جانے مغربی ممالک کی کیوں یہ خواہش اور کوشش ہے کہ ترقی پذیر ممالک ایک حد سے زیادہ ترقی نہ کر سکیں۔

آصف: دراصل ان ممالک کی پالیسیاں ہی ایسی ہیں۔ ان کا بڑا مقصد تو یہ ہے کہ ترقی پذیر ممالک ان کی اقتصادی منڈیاں بنی رہیں۔ وہاں کے خام مال سے تو خوب فائدہ اٹھائیں لیکن ان کو نئی ٹیکنالوجی منتقل نہ ہو۔ یہ ہے اقتصادی غلامی کی نئی شکل!

دوست: پھر کون سے بڑے اداروں نے مالی معاونت کی؟

آصف: سب سے بڑا خرچ تو اٹلی کی حکومت نے اٹھائے رکھا ہے۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ کے زیر نگرانی چلنے والے اداروں مثلاً یونیسکو Unesco اور ادارہ برائے بین الاقوامی ایٹمی توانائی International Atomic Energy Agency بھی سالانہ خطیر رقم ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ پروفیسر عبدالسلام صاحب نے اپنی کوششوں سے بعض اور ملکوں کی تنظیموں سے بھی فنڈ اکٹھے کئے جس میں امریکہ کی فورڈ فاؤنڈیشن اور سویڈن کی International Development Agency انٹرنیشنل ڈیویلپمنٹ ایجنسی قابل ذکر ہیں۔

دوست: کیا اس مرکز میں شعبہ طبیعات کی اور شاخوں کا بھی اضافہ کیا گیا؟

آصف: ترقی پذیر ممالک کے جو سائنسدان اس مرکز میں آتے ہیں انہوں نے پروفیسر عبدالسلام صاحب سے درخواست کی کہ عملی سائنس کی شاخوں کا اضافہ کیا جائے۔ چنانچہ 1969ء میں سمندری تحقیقات / فضائی طبیعات موسمی سائنس مالیکیولر Moleculer اور لیزر Laser انرجی وغیرہ کی طبیعات کا اضافہ کیا گیا اور اب تو اس مرکز میں ہر قسم کی سائنس پر تحقیق شامل ہے جس میں کمپیوٹر سائنس بھی شامل ہے۔

دوست: کسی بڑی کانفرنس کا ذکر کریں۔

آصف: یوں تو یہاں سارا سال ہی سائنس دان آ کر اپنے سائنسی مقالے پڑھتے رہتے ہیں۔ 1972ء میں یہاں کوانٹم میکانیکس Quantum Mechanics کے بنیادی نظریہ اور اس کی تازہ ترین تحقیقات کے بارے میں بین الاقوامی کانفرنس ہوئی۔ جس میں بہت سے نوبل انعام یافتہ سائنس دانوں جن میں خاص طور پر پروفیسر ہائزبرگ Heisenberg پروفیسر پال ڈائرک Paul Dirac وغیرہ شامل ہوئے۔

دوست: ان سے اکثر کا ذکر تو آپ پہلے بھی کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ذروں کی تحقیق پر بہت کام کیا ہے اور مجھے علم ہے کہ یہ آپ کا پسندیدہ موضوع ہے۔

آصف: ذروں پر تحقیق اس وقت فزکس کی دنیا میں سب سے بڑا اور اہم موضوع ہے اور بلاشبہ اس وقت لاکھوں سائنس دان ان پر تحقیق کر رہے ہیں۔ تخلیق کائنات کو سمجھنے کیلئے ان بنیادی ذروں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

دوست: مجھے تو اس تحقیق سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی ایک سائنسی دلیل مل رہی ہے۔

آصف: وہ کیسے! ذرا ہمیں بھی تو بتائیں۔

دوست: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 1886ء میں ایک نظم بعنوان ''حمد رب العالمین'' تحریر فرمائی۔ جو کتاب ''سرمہ چشم آریہ صفحہ 4'' میں شائع ہوئی۔ اس کا ایک شعر ہے:

کیا عجب تو نے ہر اِک ذرہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر ان اسرار کا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ مٹی یا ریت کے ذروں سے ہی واقف تھے۔ ایٹموں کا تو شاید لوگوں نے نام ہی نہ سنا ہو!

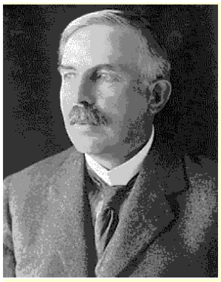

آصف: آپ بالکل صحیح کہتے ہیں۔ ایٹم کو پہلی دفعہ 1907ء کے لگ بھگ پروفیسر لارڈ ارنسٹ رورفورڈ نے پھاڑا اور اس کے بعد دوسرے ذرے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی وفات کے بعد دریافت ہو رہے ہیں۔ جس میں سے ایک اہم ذرہ ہگز بوسان Higgs Boson ہے جس کا عام نام ''خدائی ذرہ'' God's Particle ہے۔ جسے پروفیسر پیٹر ہگز نے دریافت کیا۔

دوست: مجھے علم ہے کہ آپ نے ان ذروں پر بہت سارے مضامین بعنوان ''ذروں کی کہانی۔ آصف کی زبانی'' سے لکھے ہیں جو المنار نومبر 2011ء سے جنوری 2014ء میں شائع ہوچکے ہیں۔ اہل علم دوستوں کو چاہیئے کہ ان کو پڑھ کر اپنے علم میں اضافہ کریں۔

آصف: حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کا دوسرا مصرع بہت ہی قابل غور ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آپ نے عظیم الشان پیشگوئی فرمائی ہے اور اگلی کئی صدیوں میں جب اور ذرے دریافت ہوتے رہیں گے تو یہ سب حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر گواہ ہوں گے۔

دوست: یہ بتائیں کہ دوسرے مشاہیر کے اس بین الاقوامی سنٹر کے بارے میں کیا تاثرات ہیں؟

آصف: کیوں نہیں لیکن اگلی محفل میں!

اگر..

گلاس ٹوٹنے کے بعد بھی..

گھر میں خاموشی ہے!

تو سمجھ جائیں کہ گلاس بیگم سے ٹوٹا ہے..

اور غلطی بھی گلاس کی ہے..!

مریخ پر 'کیوروسٹی' کے دو ہزار دن

مریخ کی سائنس لیبارٹری کے نام سے معروف ناسا کا 'کیوروسٹی روور' کو مریخ پر دو ہزار دن ہو چکے ہیں۔ کیوروسٹی روور اس سرخ سیارے پر موجود ایک خشک جھیل کی تحقیقات کر رہا ہے۔ اس دوران روبوٹ نے کئی اہم مشاہدے کیے ہیں۔ ان میں سے کچھ کیوروسٹی سائنس ٹیم نے منتخب کیے ہیں۔

خلا سے لی گئی تصاویر میں سے کئی انتہائی دلکش ترین اور ڈرامائی خود زمین کی ہیں۔ مگر کیوروسٹی روور پر ماسٹ کیم کی اس تصویر میں رات کے

وقت زمین ایک دھندلے نکتے کی طرح نظر آرہی ہے۔ دنیا بھر کے سائنس دان ہر روز کیوروسٹی کے ذریعے دس کروز میل دور مریخ کا جائزہ لیتے ہیں۔

کیوروسٹی نے پہلی تصویر پانچ اگست 2012 میں مریخ پر اترنے کے پندرہ منٹ بعد ہی بھیج دی تھی۔ جب یہ تصویر ملی تو سائنسدانوں کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ مشن کامیاب رہے گا۔

جب سائنسدانوں نے کیوروسٹی روور کو چلانا شروع کیا تو یہ پتھر راستے میں نظر آئے۔ ان کی گول شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی قدیم اور کم گہرے دریا کی تہہ میں بنے جو چار ارب سال پرانے بلند پہاڑوں سے بہتا تھا۔ مریخ کی اس سوکھی جھیل میں ملنے والے ان پتھروں کی تصاویر دیکھ کر سائنس دان دوبارہ یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ مریخ کی یہ چٹانیں اور پرتیں کس طرح وجود میں آئیں۔ کیوروسٹی مریخ کی تصاویر بھیجتا رہتا ہے۔

(بشکریہ: بی بی اردو ڈاٹ کام)